اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی مثبت و تعمیری سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ

عبدالمنان چیمہ*
بشریٰ نوشین**

ABSTRACT

The status, empowerment and dignity of woman in Islam is the crucial topic in the modern times. According to Islamic point of view, men and women have been created from a one soul. The main difference between them lies in the physical structure. A woman has to bring up, train and look after kids, which is the complicated task to civilize a nation. The issue of woman`s activities in Islam, is misunderstood and distorted due to misreporting of western media and misbehavior of some Muslim families. There is a large number of women scholars in Islamic history ,Dr. Akram Nadwi has compiled the biographies of ten thousand female scholars in his commendable book of forty volumes. In educational system of Islam, a woman is completely free to perform educational activities for development of her nation. In social system of Islam, a woman is honored as mother, as daughter, as sister and as wife. The first converter to Islam was a woman, "Hazrat Khadijah (R.A)". Hazrat Ayesha (R.A) was great scholar who reported many traditions from Holy Prophet) SAW). Many female Companions of Holy prophet) SAW) have performed

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی و عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا
** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

great deeds even in the field of battlefield. There is a strong basis in Islamic history for women`s participation in positive and constructive activities in every walk of life. Muslim women are allowed to perform research, educational, national, religious, social, and financial and other constructive activities. In this research paper, Islamic overview has been described upon positive and constructive activities of women in the light of Islamic teachings.

Keyword: اسلام، خواتین، مثبت سرگرمیاں، تعلیمی و تحقیقی، دینی، سماجی، اقتصادی، قومی سرگرمیاں

معاشرے کی تشکیل اور انسانیت کی تعمیر و تکمیل میں خواتین کا مثبت اور تعمیری کردار انتہائی اہم ہے۔ نسلِ انسانی اپنی نوزائیدہ نسل کی بالیدگی، نشوونما اور تعلیم و تربیت کے لئے ماں کے شکل میں ایک عورت کی محتاج ہوتی ہے۔ نوزائیدہ نسلوں کی تربیت و پرورش اور امور خانہ داری اتنا پیچیدہ مرحلہ ہے کہ اسے ایک خاتون ہی محسوس کر سکتی ہے۔ اسلام کے مطابق بحیثیت انسان مرد اور عورت میں کوئی تفریق و تمیز نہیں ہے جبکہ جسمانی ساخت و لیاقت کے لحاظ سے دونوں کا دائرہ کار ذرا مختلف ہے۔ اسلام میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے لئے کسی کا مرد یا عورت ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ فوقیت کا معیار ایمان، تقویٰ اور تعمیری و مثبت کردار ہے۔ بعض اوقات صنفِ نازک اپنی ذکاوت و فقاہت اور بصیرت و فراست کے باعث مردوں سے فائق و برتر درجہ حاصل کر جاتی ہے۔ تاریخ اسلامی خواتین کی اعلیٰ وارفع تعمیری کردار کے فقید المثال تذکروں سے بھری پڑی ہے۔ تعلیماتِ اسلامی کی روح سے عدم واقفیت کی بنا پر بے بنیاد اعتراض و الزام عائد کیا جاتا ہے کہ اسلام مردوں کی نسبت خاتون کو پست درجہ پر فائز کرتا ہے۔ جدید معاشرہ میں اسلامی روح کے عین مطابق خواتین کا اکرام و احترام خال خال ہی نظر آتا ہے۔ عورت کی تعمیری و فکری خدمات سے ناشناسائی کا ہی نتیجہ ہے کہ علم و آگہی کے دور میں بھی بیٹی کی پیدائش پر خاندان افسردہ و آزردہ دکھائی دیتا ہے۔ پاکستانی اسلامی معاشرہ میں عورت کے حقوق کی پامالی ایک المیہ ہے۔ ہیومین رائٹس آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ تین برس میں 23 ہزار خواتین گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں جبکہ رپورٹ نہ ہونے والے واقعات کے اعداد و شمار کہیں زیادہ ہیں۔[1] قوم کی تعمیرِ فکر و تطہیرِ فکر کے لئے

[1]۔ روزنامہ ایکسپریس لاہور، 17 ستمبر 2019ء، ص:12

عورت کی تعمیری سرگرمیوں کی جانچ وپرکھ کرنا اور صنفِ نازک کا مثبت تاریخی کردار نمایاں کرنا وقت کی پکار ہے۔ خواتین کو دورِ جدید کے بدلتے ہوئے رجحانات سے شناسا کرنے کے لئے ساز گار ماحول مہیا کرنا ضروری ہے۔ مغرب میں عورت کو مثبت و منفی سرگرمیاں سرانجام دینے کی مکمل آزادی ہے، جس کی وجہ سے خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ مغربی میڈیا استشراقیت کا روپ دھار کر عورت سے متعلق تعلیماتِ اسلامی کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے اور عورت سے متعلق صحیح اسلامی تصور کو مسخ کرتا ہے۔ یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ کیا اسلامی شریعت میں خواتین کو شرعی حدود کے دائرہ میں رہ کر قومی فلاح و بہبود کے لئے مثبت و تعمیری سرگرمیاں سرانجام دے سکتی ہیں؟

سابقہ تحقیق کا جائزہ

خواتین کا تعمیری کردار عالمی [1] سطح پر ابھرتا ہوا موضوع ہے جس پر اسلامی نقطہ نظر سے کار آمد اور جاندار تحقیقی کام ہوا ہے۔ مغرب اعتراض کرتا ہے کہ اسلام نے عورت کو مرد کے مقابلے میں کم تر حیثیت دی ہے اور گھر کی چار دیواری تک محدود کر کے مختلف میدانوں میں سرگرم کردار ادا کرنے سے محروم کر دیا ہے۔ مغرب کے اس اعتراض کا جواب کئی اہل نظر مسلم مصنفین نے معقول اور مدلل انداز میں دیا ہے۔۔ بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کی طالبہ شیزہ کوثر چیمہ نے 1993ء میں "عورت کا مقام از روئے قرآن" پی ایچ ڈی مقالہ پیش کیا، اس میں طالبہ نے قرآنی آیات و تعلیمات کی روشنی میں عورت کا مقام و مرتبہ ثابت کرنے کی لائق ستائش کاوش کی۔ مقالہ پی ایچ ڈی "پہلی صدی ہجری میں خواتین کی دینی خدمات" نمل یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک سٹڈیز کی سکالرہ عظمیٰ بیگم نے 2009ء میں تحریر کیا، یہ خواتین کی خدمات و عظمت پر شاندار تحقیق ہے۔ خدمات پر وفیسر خورشید عالم کی "لغاتِ قرآن اور عورت کی شخصیت" ایک اہم تالیف ہے جسے "چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز لاہور" نے 2011ء میں پبلش کیا، اس میں عورتوں سے متعلق الفاظ و اصطلاحات کو حروف تہجی کے اعتبار سے منظم کر کے کتبِ لغات، تفاسیر و احادیث اور اشعار کی مدد سے واضح کرنے کی ایک عمدہ کاوش ہے، تاہم بعض مقامات پر مساواتِ مرد و زن ثابت کرنے کے لئے نامعقول اور عجیب تاویلات بھی کی گئی ہیں جن پر اہل نظر محققین نے نقد کیا ہے۔ مصر کے معروف مصنف عباس محمود العقاد کی کتاب "المراۃ فی

[1] ۔عالمی یومِ خواتین ہر سال 8 مارچ کو منایا جاتا ہے جس پر عورت کا مقام و مرتبہ اجاگر کرنے لئے دنیا بھر میں پرگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور حقوقِ نسواں پر بڑی زور دار تقاریر ہوتی ہیں۔

القرآن"کا اردو ترجمہ "صنفِ نازک قرآن کے آئینے میں" خواتین کے مقام و کردار کو پرکھنے کی عمدہ کاوش ہے،اس کتاب کو آگہی پبلی کیشنز،لاہور مارچ 2001ء نے شائع کیا ہے۔2011ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی سے ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی کی کتاب "عورت –اسلامی معاشرے میں" طبع ہوئی جو مسلم عورت کی خدمات وحیثیت پر شاندار تحقیق ہے۔ڈاکٹر اکرم ندوی نے محدثہ خواتین کی شان وعظمت پر جاندار کام کیا ہے اور اپنی تالیف میں دس ہزار محدثات وشیخات کا تذکرہ کیا ہے۔خواتین کے علمی و تعلیمی مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ان کا تحقیقی کام لائقِ مطالعہ ہے۔ پروفیسر غلام شبیر اور غلام صفدر کا آرٹیکل "Human Rights and Women`s Rights in Islam" اسلامیہ یونیورسٹی کے ریسرچ جرنل علوم اسلامیہ 2014ء میں چھپا۔اس میں انہوں نے اسلام میں عورت کی حیثیت کے بارے میں مغرب کے پروپیگنڈے کا مدلل جواب دیا۔

حسبِ بالا تصانیف و مقالات کے علاوہ خواتین کے حقوق اور عظمت ورفعت پر کثیر تعداد میں مضامین تالیفات وجرائد ہیں، تاہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید دور میں خواتین کے تعمیری کردار کے حوالے سے کوئی جاندار تحقیقی کام نہیں ہو سکا۔ مضمون ذیل میں جدید دور کے تقاضوں کی روشنی میں قومی تعمیرِ فکر میں خواتین کے بعض مخصوص مثبت وتعمیری سرگرمیوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

خواتین کا احترام و مقام اسلام کی نظر میں

مغرب کی تہذیبی واستشراقی یلغار نے مسلم معاشروں میں جہالت وپسماندگی کے باعث مسلم خاتون سے اس کا تاریخ ساز تعمیری وفکری کردار بھی چھین لیا ہے اور اسے اُن اقدار سے بھی محروم کر دیا گیا ہے جو اسے دین اسلام سونپتا ہے۔اسلامی تاریخ تو عورت کی بصیرت وہمت، جرات مندی اور دور اندیشی کی لائقِ تحسین سرگرمیوں سے مزین ومعمور ہے۔ اسلامی تاریخ کی تو ابتداء ہی عورت کے تعمیری و مثبت کردار سے ہوتی ہے ۔ضعیف ونازک مزاج سمجھی جانے والی صنف نازک ہمت وحوصلہ کی ایک چٹان بن کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑی ہو جاتی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تاریخ ساز تعمیری کردار عورت کی شان وعظمت کو ہمیشہ کے لئے تسلیم کروا دیتا ہے۔ ظہورِ اسلام سے قبل عورت کو معاشرہ میں کوئی خاص مقام حاصل نہ تھا،بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا،وراثت میں کوئی حق حاصل نہیں تھا اور صنف نازک ناکردہ گناہوں کی پاداش میں ظلم وجبر کی چکی میں پس رہی تھی۔اسلام ہی واحد دین ہے جس نے خواتین کو عالی وارفع مقام ومرتبہ سے نوازا ہے۔خواتین

کی عظمت و رفعت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے "النساء" کے نام سے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہے۔"النساء" اہم مدنی سورت ہے جس میں خواتین کے بارے میں اوامر و نواہی کا تفصیلی بیان ہے۔اس سورت کو صنف نازک کے حقوق و احکام کا دستور کہا جا سکتا ہے۔اس میں دیوانی، فوجداری اور بین الاقوامی قانون کے اصول اور ضابطے بیان کر دیئے گئے ہیں۔[1] بیٹی کی عظمت دورِ حاضر کا انسان بھول چکا ہے اس کی عظمت رفتہ کو بحال کروانے اور اس کا اعلیٰ مقام منوانے کی غرض سے مسلم خواتین کے تعمیری و تاریخی کردار نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔حج و عمرہ کی عبادات صالحہ عورت کی شان پر گواہ ہیں کیونکہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا سیدہ ہاجرہؑ کی سنت ہے۔متعدد آیات و احادیث عورت کی شان و مقام پر دلالت کرتی ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"[2]

قرآن الکریم[3] کی اکثر و بیشتر آیات میں بیٹی کے مقام و مرتبہ کا بیان ہے۔بیٹی کی تربیت اجر کے لحاظ سے والدین کے لئے خزانہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾[4]

"مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔"

مفسر امام قرطبیؒ کے مطابق ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾ سے مراد بیٹیاں ہیں:

"قَالَ الْحَسَنُ. وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ: هُنَّ الْبَنَاتُ، يَدُلُّ عَلَيْهِ أَوَائِلُ، الْآيَةِ، قَالَ اللَّهُ

---

[1]۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 185:22

[2]۔ مسلم بن الحجاج،صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي بيروت،كِتَابُ الرِّضَاعِ، بَابُ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ،رقم الحديث:1468

[3]۔ مولانا فتح محمد خان جالندھری، القرآن الکریم (اردو ترجمہ)، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2013ء

[4]۔ الكهف، 46:18

تَعَالَى:" الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَياةِ الدُّنْيا" ثُمَّ قَالَ" وَالْباقِياتُ الصَّالِحاتُ" يَعْنِي الْبَنَاتِ الصَّالِحَاتِ هُنَّ عِنْدَ اللَّهِ لآبائهن خير ثوابا"[1]

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب میں فرمایا گیا ہے:

﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنا كُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنا كُمْ شُعُوباً وَقَبائِلَ لِتَعارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقا كُمْ﴾[2]

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبر دار ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا اعزاز متقی و پرہیز گار ہونا ہے جبکہ سب سے بڑی ملامت کا باعث فسق و فجور کا ارتکاب ہے۔

امام بغویؒ لکھتے ہیں:

"فِي هَذِهِ الْآيَةِ إِنَّ أَكْرَمَ الْكَرَمِ التَّقْوَى، وَأَلْأَمُ اللُّؤْمِ الفجور"[3]

عزت کا معیار مرد یا عورت ہونا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو پرہیز گاری میں آگے ہے۔ خواتین کی کثیر تعداد نے اپنی پرہیز گاری و تقویٰ کی بنیاد پر اعلیٰ مقام پایا ہے۔

ایک مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"[4]

عورت کی قدر و منزلت حضرت علی بن طالبؓ کے الفاظ میں:

الخيرات ثلاثٌ: إيمانٌ بالله، وفقهٌ في الدين، والزوجة الصالحة"[1]

---

[1] ـأبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبيّ الجامع لأحكام القرآن،دار الكتب المصرية ،القاهرة،1384ھ،415:10

[2] ـ الحجرات،13:49

[3] ـ أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي ، معالم التنزيل في تفسير القرآن، دار إحياء التراث العربي بيروت،1420ھ،265:4

[4] ـأبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله ، المستدرك على الصحيحين،دار الكتب العلمية بيروت،1411ھ،رقم الحديث:2676

"اللہ تعالیٰ پر ایمان، دین کی سمجھ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی بھلائی صالحہ شریکِ حیات ہے۔"

خواتین کی عظمت ورفعت حکیم لقمانؒ کے مطابق:

"يا بني! أول ما تتخذه في الدنيا امرأةٌ صالحةٌ وصاحبٌ صالحٌ تستريح إلى المرأة الصالحة إذا دخلت وتستريح إلى الصاحب الصالح إذا خرجت إليه" [2]

صالحہ زوجہ قدرتِ الٰہی کا انمول تحفہ ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ زوجہ صالحہ جسم وروح کی آرام و تسکین کا باعث ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہلکی سی جھلک بیٹی کی پیدائش پر خاندان کی افسردگی و آزردگی پر موجودہ معاشرے میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ بیٹی کی پیدا ہونے پر خوشی نہ کر کے اول دن سے اس کی حق تلفی کی جاتی ہے۔ بیٹوں کی پیدائش پر مبارکبادوں کا تانتا بندھ جاتا ہے جبکہ بیٹیوں کی پیدائش پر پریشانی و صدمے یا سکوت و خاموشی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے حالانکہ بیٹیاں خوش نصیبی اور خوش بختی کی علامت ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بیٹوں کی پرورش کرنے پر کوئی بشارت نہیں دی جبکہ بیٹیوں کی نگہداشت اور تعلیم وتربیت پر اجر وثواب کی کئی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

"مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ" [3]

جو شخص بیٹیوں کے سبب سے آزمائش میں ڈالا جائے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے آگ سے حجاب ہوں گی۔

نبی مکرم ﷺ نے بیٹیوں کے والدین کا مقام یوں بیان کیا ہے:

"مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ" [4]

دو لڑکیوں کی پرورش پر بیٹیوں کے والدین کے لئے قیامت کے دن دو انگلیوں کی مانند سید الانبیاء ﷺ کی

---

[1] ۔ عبد الملك بن حَبِيب بن حبيب القرطبي ،أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية، دار الغرب الإسلامي، 1412 هـ، ص:139

[2] ۔ عبد الملك بن حَبِيب ،أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية، ص:138

[3] ۔محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابٌ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ،رقم الحديث:1418

[4] ۔ مسلم بن الحجاج ،صيح مسلم،رقم الحديث:2631

قربت کی خوشخبری ہے ۔ بیٹی کی خبر سنانے پر کافروں کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے ایسی بد خصلت سے پرہیز و گریز لازمی ہے کیونکہ بیٹیاں آخرت میں اجر و امید کے لحاظ سے فائق و افضل ہیں۔ اسلام نے مساواتِ انسانی پر زور دیا اور خواتین کی عزت و تکریم کا مثالی اور عملی نمونہ پیش کیا۔ اسلام انسانی حقوق کے لحاظ سے مردوزن کی مساوات کا قائل ہے۔ اسلام میں صنفی و فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے مرد اور خواتین کا دائرہ کار الگ الگ ہے۔

تعلیمی و تحقیقی سرگرمیاں

اسلام نے صنف نازک کی تعلیم و تحقیق کی اس وقت حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی فرمائی جب دنیا کو تعلیم نسواں کا تصور تک نہ تھا۔ خواتین نے قرآن وحدیث کی تعلیم و تحقیق اور ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ صحابیات و محدثات کی روایات و احادیث تمام بڑی کتبِ احادیث میں شامل ہیں۔ امام زہریؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ جیسے بلند مرتبہ اکابر نے خواتین اساتذہ سے علمی استفادہ کیا اور اپنی کتب میں اپنی خواتین اساتذہ کی قدرو منزلت کا اعتراف بھی کیا۔ علامہ سخاویؒ نے اپنی ایک تالیف میں 1070 خواتین کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے زیادہ تر شیخات اور فقیہات ہیں۔[1] فلسطین کی معروف سکالر محترمہ نائلہ صبری نے اپنی تالیف "کواکب النساء" میں 500 سے زائد عالمہ و فاضلہ خواتین کا تذکرہ کیا ہے، ان میں شعر وادب سے دلچسپی رکھنے والی خواتین بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد اکرم نے اپنی مایہ ناز تصنیف میں 10000 محدثات و فقیہات کی سوانح عمری کو مدون کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی لکھتے ہیں:

> "The hadiths of women companions and successors are widely circulated, and recorded in the precursors of the six Books and other major collections."[2]

---

[1] ۔ ندوی، محمد رضی الاسلام، ڈاکٹر، علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات، سہہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ (انڈیا)، جولائی – ستمبر 2018ء، ص: 54-55

[2] ۔ Nadwi, Muhammad Akram, Al-Mohaddithat (the women scholars in Islam), Interface Publications Oxford, London, 2007, 246

عصر حاضر میں مسلم عورت کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ کی علمی و دینی خدمات قابلِ تقلید ہیں۔ سیرتِ عائشہؓ علم وادب کا خزانہ اور تعلیمی و تحقیقی سرگرمیوں کا استعارہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کو متعدد علوم وفنون پر عبور و مہارت حاصل تھی۔ بسا اوقات مرد حضرات بھی آپؓ سے مختلف علمی و دینی مسائل پر اپنے مسائل و اشکالات کو دور فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ کی ذکاوت و فکاہت کی فوقیت کا یہ عالم تھا کہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت حضرت عائشہؓ سے اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتی تھی۔

اس ضمن میں علامہ عبدالحیٰ کتانیؒ لکھتے ہیں:

"فقد كانت عائشة تعبر العلوم وتورد الإشكالات على الفحول، وقد استدركت على جماعة من الصحابة في كثير من الأحاديث، فاستدركت على عمر وابنه وأبي هريرة وابن عباس وعثمان بن عفان وعلي بن أبي طالب وابن الزبير وزيد وأبي الدرداء وأبي سعيد والبراء وفاطمة بنت قيس وغيرهم" [1]

حضرت عطا ابن ابی رباحؒ کی رائے میں حضرت عائشہؓ کی علمی فقاہت و ذکاوت:

" كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهَ النَّاسِ، وَأَعْلَمَ النَّاسِ، وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ" [2]

امام مسروقؒ کے الفاظ میں حضرت عائشہؓ کا فقہی مقام و مرتبہ:

"لقد رأيت الأكابر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي لفظ مشيخة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلّم يسألون عائشة عن الفرائض" [3]

مذکورہ بالا قرائن و شواہد سے حضرت عائشہ صدیقہ کی علمی شان و عظمت ممتاز و نمایاں ہوتی ہے۔ سیرتِ عائشہ کا عمیق مطالعہ موجودہ زمانے کی خاتون کو علم و دانش کی تشویق و ترغیب دیتا ہے۔ قرون اولیٰ کے لوگ عورت کی تعلیم و تربیت پر سمجھوتہ نہیں کرتے تھے۔

ڈاکٹر اکرم ندوی خواتین کے علمی ذوق و شوق کا تذکرہ اسطرح کرتے ہیں:

"Women continued to study hadith, and there is no indication

---

[1] ۔ محمد عَبْد الحَيّ الكتاني ،التراتيب الإدارية ، دار الأرقم – بيروت،س ن،111:1

[2] -أبو الفتح، فتح الدين ، عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير، دار القلم ،بيروت، 1414ھ،369:2

[3] -محمد بن يوسف الصالحي الشامي ، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان،1414 ھ ، 179:11

that people paid less attention to the education of their daughters. It will be remembered that Malik`s daughter Fatima memorized the whole of his Muwatta and became narrator of hadith, while his son did not."[1]

اسلاف نے خواتین کو مطالعہ قرآن وحدیث کے لئے مناسب ماحول فراہم کرنے کی کوشش و کاوش کی اور ان کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ امام مالکؒ کی بیٹی فاطمہ نے "موطا" کو زبانی یاد کر لیا اور حدیث کی راویہ بن گئیں جبکہ ان کا بیٹا ایسا نہ کر سکا۔ امام مالکؒ کی بیٹی نے بیٹے پر علمی و فقہی ترجیح و فوقیت حاصل کر لی۔

ڈاکٹر اکرم ندوی رقمطراز ہیں:

"There is no difference between men and women regards the legal conditions for receiving and transmitting hadith."[2]

آثار واحادیث روایت کرنے میں خواتین نے مثالی و مثبت کردار ادا کیا جبکہ روایت کرنے میں مرد و عورت کی شرائط میں کوئی فرق و تمیز نہیں۔

علامہ ذہبیؒ کے نزدیک عورت کا علمی مقام:

"وما علمت في النساء من اتهمت ولا من تركوها" [3]

حدیث کے کئی مرد راویوں کو ضعف کی وجہ سے ترک کیا گیا ہے لیکن حیرت انگیز طور پر حدیث روایت کرنے میں ایک بھی عورت کو ضعف کی وجہ سے ترک نہیں کیا گیا۔ اسلاف کی خواتین شرعی حدود و قیود علمی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز دانش گاہوں کا سفر کرتی تھیں اور مرد اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے عار محسوس نہیں کرتی تھیں۔

ڈاکٹر اکرم ندوی لکھتے ہیں:

"For women who desired to go further or to specialize, it was

---

[1] ۔ Nadwi, Muhammad Akram,Al-Mohaddithat,251

[2] ۔Nadwi, Muhammad Akram,Al-Mohaddithat, 17

[3] ۔ شمس الدين أبو عبد الله الذهبي ، ميزان الاعتدال في نقد الرجال،دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت لبنان،1382 ھ،4:604

permitted to study with younger teachers if the teaching was done in open way, within the Sharia bounds."[1]

معروف تابعیہ حفصہ بنت سیرینؒ(101ھ) اعلیٰ پایہ کی محدثہ، فقیہہ اور قاریہ تھیں، ان کے بھائی محمد بن سیرینؒ مشکل مسائل ومشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے۔

ڈاکٹر اکرم ندوی کے نزدیک حفصہ بنت سیرینؒ کی علمی وفقہی عظمت:

"Though born a slave Hafsah bint Sirin made the best of the opportunity presented to her and became one of the most important scholars of her time.."[2]

ایاس بن معاویہ حضرت حفصہ بنت سیرینؒ کے علمی مقام ومرتبے کو حضرت حسن بصریؒ اور حضرت محمد بن سیرینؒ جیسے کبار اہل علم ودانش پر فوقیت وترجیح دیتے تھے۔

محمد اکرم ندوی رقمطراز ہیں:

"Iyas bin Muawiya relied on her in preference even to Hasan al-Basari and Muhammad ibn Sirin."[3]

فاطمہ بغدادیہؒ کو فقہ حنبلی میں مہارت تامہ حاصل تھی، ہر سوال کا جواب نصوص کی روشنی میں دیا کرتی تھیں، امام ابن تیمیہؒ کی ہونہار شاگردہ تھیں۔ ام درداء شام کی بہت بڑی محدثہ تھیں۔ عبدالملک بن مروان اپنی خلافت کے دوران کے درس میں بیٹھا کرتے تھے۔ مردوں کی کثیر تعداد نے ان سے علم حدیث وفقہ کی تفہیم و تعلیم حاصل کی۔ امام شافعیؒ نے ایک خاتون سے علمی استفادہ واستفاذہ کیا، جس کا نام سیدہ نفیسہ تھا۔

حیرت واستعجاب کا مقام ہے کہ دورِ جدید میں خواتین کی تعلیمی وتدریسی سرگرمیاں سرانجام دینے کے جواز اور عدم جواز پر بحث ومباحثہ جاری ہے۔ مسلم تاریخ کی ابتدائی صدیوں میں خواتین مساجد، مدارس، باغات اور دیگر مقامات پر تدریسی مسند پر بیٹھا کرتی تھیں اور ان سے علمی استفادہ کرنے والوں میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہوتے تھے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں خواتین باقاعدہ علمی مجالس ومحافل کا انعقاد کرتی تھیں اور

---

1 ۔Nadwi, Muhammad Akram,Al-Mohaddithat,97
2 ۔Nadwi, Muhammad Akram, Al-Mohaddithat,101
3 ۔Nadwi, Muhammad Akram, Al-Mohaddithat,249

درس دیا کرتی تھیں۔[1] تاریخ کے عمیق مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صنفِ نازک نے شعر و ادب میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا ہے، ان کا ادبی و شعری ذوق قابل ستائش اور قابل تحسین ہے۔ علامہ زرقانی حضرت عائشہؓ کے علم و فضل اور ادبی ذوق کو یوں نقل کرتے ہیں:

"وقال عروة: ما رأيت أحدا أعلم بالقرآن ولا بفريضة، ولا بحرام، ولا بحلال، ولا بفقه، ولا بشعر، ولا بطب، ولا بحديث العرب، ولا نسب من عائشة" [(2)]

عرب خواتین جنگوں میں ساتھ جاتیں اور اپنے رجزیہ اشعار کے ذریعے اپنے مردوں کو اکساتیں تاکہ اپنے جذبہ انتقام اور بدلے کی بھڑکتی آگ کو بجھائیں۔ وہ خواتین بہتر اشعار کہتی ہیں جن کا کوئی قریبی و عزیز قتل ہو گیا ہو اور اس مقتول کا بدلہ نہ لیا جا سکا ہو۔ اگر اس زاویہ سے دیکھا جائے تو خواتین میں سے بہترین شاعرہ خنساءؓ ہے۔۔۔ عورتوں کے اشعار سے دردمندی، قدردانی اور عالی حوصلگی ٹپکتی ہے محبت و عشق کا مضمون ان میں کم پایا جاتا ہے۔[3] قرون اولیٰ کی خواتین کے شعری ادب سے سنجیدگی، مقصدیت اور وفاداری و ہمدردی کی جھلک نظر آتی ہے۔ عرب خواتین نے شعر و ادب کے ذریعے اپنی اقوام و قبائل کی شجاعت و بہادری، جذبات و خیالات، رسوم و روایات، اخلاق و عادات اور عقائد و مذاہب کا بھرپور اظہار کیا۔

معاشی و اقتصادی سرگرمیاں

شرعی اعتبار سے ایک مسلم خاتون اپنا علیحدہ اقتصادی فنڈ رکھ سکتی ہے جس پر نہ تو اس کے شوہر کا تسلط ہو سکتا ہے اور نہ اس کا باپ اس کے مال کو اپنے قبضے لے سکتا ہے۔ اگر کئی خاتون فقر و فاقہ کی نوبت کو پہنچ جائے اور اس کے روزمرہ کے اخراجات و ضروریات کا مسئلہ درپیش ہو تو اس کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کے والد یا بھائی پر ہوتی ہے۔ شادی کے بعد اس کے نان و نفقہ اور پوشاک و رہائش کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہوتی ہے اگرچہ

---

[1] ۔ندوی، محمد رضی الاسلام، ڈاکٹر، علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات، سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ (انڈیا)، جولائی ۔ ستمبر 2018ء، ص:53

[2] ۔محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني ، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، دار الكتب العلمية ، 1417هـ ، 389:4

[3] ۔علوی، فرحت نسیم، قرون اولیٰ کی خواتین اور شعری ادب، الاضواء، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جون 2007ء، ص:55

خاتون امیر ترین ہو اور مرد معمولی مزدور ہو۔ اسی لئے وراثت میں خاتون کا نصف حصہ ہوتا ہے کیونکہ مرد ہی اس کے نان و نفقہ، رہائش وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْواجِكَ وَبَناتِكَ وَنِساءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلابِيبِهِنَّ ذلِكَ أَدْنى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلا يُؤْذَيْنَ وَكانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحِيماً﴾[1]

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہو گا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

ابو بکر جصاص لکھتے ہیں:

"فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ الشَّابَّةَ مَأْمُورَةٌ بِسَتْرِ وَجْهِهَا عَنْ الْأَجْنَبِيِّينَ وَإِظْهَارِ السِّتْرِ وَالْعَفَافِ عِنْدَ الْخُرُوجِ لِئَلَّا يَطْمَعَ أَهْلُ الرِّيَبِ فِيهِنَّ"[2]

مختلف سرگرمیوں سرانجام دینے کے لئے گھروں سے باہر نکلنا ممنوع نہیں لیکن نامحرم مردوں سے جسم وچہرہ کی زینت کا پردہ کا اہتمام ایک مومنہ وصالحہ کی پہچان ہے۔ عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں چہروں پر چادر لٹکا کر گھونگٹ نکالنا اہم شرعی اصول ہے۔ اس اصول پر گہرائی وگیرائی سے غور کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ خواتین کسی قومی، فلاحی، معاشی، سماجی اور تعلیمی و تصنیفی سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئے مقصد کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہیں کیونکہ کسی عوامی مقام پر ہی گھونگٹ نکالنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے، گھر کی چار دیواری میں تو گھونگٹ نکالنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

معاشی واقتصادی سرگرمیوں کی سرانجام دہی کے لئے خواتین کے گھر سے نکلنے کا جواز صحیح بخاری کی درج ذیل روایت سے بھی واضح ہوجاتا ہے:

---

[1] ۔ الاحزاب، 59:33

[2] ۔أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي، أحكام القرآن، دار الكتب العلمية بيروت ،لبنان، 1415ھ، 486:3

"قَدْ أَذِنَ اللَّهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ "[1]

حسب بالا حقائق و شواہد دلالت کرتے ہیں کہ خواتین اپنی ملازمت و کاروبار کی سرگرمیوں کے سلسلے میں اپنے اماکن و مساکن سے باہر نکل سکتی ہیں۔

دینی و مذہبی سرگرمیاں

اسلام خواتین و حضرات کے درمیان مذہبی و روحانی سرگرمیوں کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں رکھتا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ جیسے مردوں پر فرض ہے ایسے ہی ان فرائض کی بجا آوری عورتوں کے لئے ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾[2]

"(جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے"

---

[1] ۔محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري ، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ ، رقم الحديث:5237

[2] ۔ الاحزاب،35:33

بعض خواتین رسول کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئیں اور استفسار کیا کہ قرآن مجید میں اکثر و بیشتر مقامات پر مردوں کا ذکر ہے جبکہ عورتوں کا نہیں تو ان کی تسلی کے لئے مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں۔اسطرح مومنات کی مذہبی حیثیت واضح ہو گئی اور ان کا احساسِ کمتری جاتا رہا۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَهُ يَذْكُرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَذْكُرُ المؤمنات؟ فأنزل لله تعالى: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِماتِ الْآيَةَ" (1)

مومن مردوں کی طرح مومنہ عورتوں کی مختلف دینی و مذہبی سرگرمیوں کی ادائیگی پر انعام و اکرام کا اعلان ان کی مذہبی حیثیت کو نمایاں کر دیتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى المَسْجِدِ، فَأْذَنُوا لَهُنَّ" (2)

عورت کے مسجد میں عبادت وریاضت کرنے کی اجازت ہے۔ نیکی کی جزا کے لحاظ سے خواتین و حضرات میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے۔جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت جنت میں داخل ہوں گے جہاں انہیں بے حساب اور پاکیزہ رزق دیا جائے گا۔مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لحاظ سے مرد و خواتین مساوی و یکساں ہیں۔ مختلف قسم کے مذہبی فرائض انجام دینے والے مرد اور خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

قومی وجہادی سرگرمیاں

سیرت طیبہ کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی روشن ہو جاتی ہے کہ جب بھی مسلم قوم پر مشکل وقت آیا تو خواتین نے قومی و ملی جذبہ سے سرشار ہو کر ہر شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلامی خواتین کی قومی خدمات سے بھری پڑی ہے۔حضرت صفیہؓ

---

[1] ۔أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير، تفسير القرآن العظيم، دار الكتب العلمية،بيروت،1419ھ،372:6

[2] ۔محمد بن إسماعيل ، صحيح البخاري،كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ،رقم الحديث:865

نے غزوہ احزاب کے دوران یہودی کا قتل کر کے شجاعت و بہادری کی داستان رقم کر دی۔ خواتین غزوات میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جاتی تھیں اور مجاہدوں و غازیوں کو پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کے علاج و معالجہ میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔

محمد الصَّلّابي اپنی تالیف "السِّيرةُ النّبوية" میں رقمطراز ہیں:

"وعن الربيع بنت معوذ قالت: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم نسقي القوم، ونداوي الجرحى، ونرد القتلى إلى المدينة" [1]

مولانا صفی الرحمٰن مباکپوریؒ بیان کرتے ہیں:

"جاءت نسوة من المؤمنين إلى ساحة القتال بعد نهاية المعركة، قال أنس: لقد رأيت عائشة بنت أبي بكر وأم سليم، وأنهما لمشمرتان- أرى خدم سوقهما- تنقزان القرب على متونهما، تفرغانه في أفواه القوم، ثم ترجعان فتملآنهما، ثم تجيئان فتفرغانه في أفواه القوم" [2]

غزوہ احد میں بعض مومنہ خواتین میدان قتال میں پہنچیں جبکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ پنڈلی کی پازیب تک کپڑے چڑھائے پانی کے مشکیزے لا کر زخمی غازیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔

"السیرۃ النبویہ علی ضوء القرآن والسنہ" میں ام سلیمؓ کی شجاعت و بہادری کا تذکرہ:

"عن أنس أن أم سليم اتخذت خنجرا يوم حنين، فسألها النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقالت:اتخذته إن دنا مني أحد من المشركين بقرت بطنه" [3]

عورتیں میدان کارزار میں اپنی استطاعت و طاقت کے مطابق مسلم فوج کی مدد کرتیں۔ خواتین عموماً مرہم پٹی کرنا، کھانا تیار کرنا، زخمیوں کو پانی پلانا وغیرہ جیسے فرائض سرانجام دیتیں۔ جنگ یرموک میں حضرت خولہ مجاہدین کا حوصلہ بڑھانے کے لئے شعر پڑھ کر غیرت اور جوش دلاتی تھیں۔[4] جنگ یرموک میں مسلم خواتین نے

---

[1] ۔عَلي محمد محمد الصَّلاَّبي،السِّيرةُ النّبوية،دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان ، 1429 ھ ،ص:509

[2] ۔صفي الرحمن المباركفوري، الرحيق المختوم،دار الهلال – بيروت،س۔ن،ص:252

[3] ۔محمد بن محمد بن سويلم أبو شُهبة، السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة، دار القلم – دمشق، 1427 ھ ، 205:2

[4] ۔ شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، نذیر پبلی کیشنز لاہور، س۔ن، ص:110

شرکت کی اور شجاعت و بہادری کی داستان رقم کی۔ حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ ہندہ دشمن فوج پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھتی تھیں اور پکارتی تھیں "عضدوا الغلفان بسیوفکم"[1] دورِ حاضر میں پاکستان ائیر فورس کی فائٹر پائلٹ عائشہ فاروق اور مریم مختار نے جنگی طیارے اڑا کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

عالمی شہرت یافتہ خاتون زینب الغزالی متعدد تالیفات کی مؤلفہ اوراخوان المسلمون کی سرکردہ رہنما تھیں، ان کی ساری زندگی ایثار و قربانی سے عبارت ہے، قید وبند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتی رہیں۔ ان میں تمام مشکلات و مسائل کا سامنا کرنے کی ہمت و صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔[2] برصغیر میں التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ کی حکومت ہر لحاظ سے مثالی اور قابل ستائش تھی اور برصغیر کی حکومتوں میں قطب مینار کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ اس کا بیٹا بھی تھا جو نااہل اور جاہل تھا۔

سماجی و معاشرتی سرگرمیاں

اسلامی معاشرہ میں خواتین کو ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی حیثیت سے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ والدہ کا درجہ والد کے درجہ سے تین گنا بتایا گیا ہے کیونکہ ماں اولاد کی پرورش میں جو مصائب و مشکلات کا سامنا کرتی ہے، ان مشکلات کو برداشت کرنا ایک والد کے بس سے باہر ہے۔ ایک شخص کے استفسار پر رسول کریم ﷺ نے دنیا بھر میں اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار ایک عورت یعنی اس کی ماں کو قرار دیا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صِحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ"[3]

معاشرے میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا برتاؤ کرتا ہے۔ جیس کہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِيَارُكُمْ

---

[1] ۔ شبلی نعمانی، الفاروق، ص:110

[2] ۔ ندوی، محمد رضی الاسلام، ڈاکٹر، علوم اسلامیہ میں خواتین کی خدمات، ص:62

[3] ۔محمد بن إسماعيل ، صحيح البخاري ،كِتَابُ الأَدَبِ، بَابٌ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ، رقم الحديث: 5971

خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ "(1)

رسول کریم ﷺ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں کی عزت کیا کرتے تھے، ان کی سہیلیوں کی قدر کرتے، جب کبھی بکری ذبح کرتے تو گوشت ان کی سہیلیوں کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔[2]

منفی و تخریبی سرگرمیوں کی ممانعت

قرآن کریم سماج میں فحاشی و عریانی پھیلانے پر دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی وارننگ دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(3)

"اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الدر المنثور" میں تحریر کیا ہے:

" وَأخرج البُخَارِيّ فِي الْأَدَب وَالْبَيْهَقِيّ فِي الشّعب عَن عَليّ بن أبي طَالب قَالَ: الْعَامِل الْفَاحِشَة وَالَّذِي يشيع بهَا فِي الإِثم سَوَاء"(4)

بدکاری و فحاشی کا ارتکاب کرنا اور معاشرہ میں اس کی تشہیر و اشاعت کا باعث بننا مساوی ہے۔ مسلم معاشروں میں میں فحاشی و عریانی کا پرچار چاہنے والوں کے لئے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کی وارننگ ہے۔ قرآن مجید فواحش و منکرات کے پھیلاؤ پر دردناک عذابِ الٰہی کی نوید سناتا ہے۔ ذرائع ابلاغ پر نیم عریاں عورتوں کے کمرشل اشتہارات، فحاشی و عریانی پر مبنی پروگرام اسلامی معاشرے کی بنیاد کو کھوکھلا کرتے جارہے ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ فحاشی و عریانی کے پروگرام نشر کرنے سے احتراز و اجتناب کرے۔(5)

---

[1] -محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه،دار إحياء الكتب العربية ،كِتَابُ النِّكَاحِ،بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ،رقم الحديث :1978

[2] ۔عبداللہ بدران، محی الدین بوابیجی، سمیر المومنات،(مترجم: محمود احمد غضنفر)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2007ء، ص:165

[3] ۔ النور،19:24

[4] ۔جلال الدين السيوطي، الدر المنثور، دار الفكر ، بيروت،ت-ن،161:6

[5] ۔ارشد اقبال، حافظ، منہاج القرآن (ماہنامہ)، منہاج القرآن پرنٹرز لاہور، جون 2010ء، ص:41

دور حاضر میں فحاشی و عریانی اور بے حیائی کے فروغ و توسیع کے لئے صنف نازک کو استعمال کیا جارہا ہے۔ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط، بے پردگی ، بوس و کنار، ڈانس کے مقابلہ جات، جنسی بے راہ روی پر اکسانے والے پروگرا جدید دور کی دمکتی و چمکتی دنیا کا طرہ امتیاز ہیں۔ فواحش و بدکاری کے زہریلے اثرات نہ صرف اشخاص و افراد بلکہ معاشروں و خاندانوں اور قوموں کی اخلاقی تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ فواحش و منکرات بھی تمام انبیاء کے دور میں حرام و ناجائز رہے ہیں۔[1] فحاشی و عریانی کی باعث بننے والی محافل میں خواتین کی شرکت ان کی شان و عظمت کے خلاف ہے۔ دینِ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اسلام نے خواتین کے لئے فطرت کے عین مطابق شرعی حدود و قیود مقرر کی ہیں اس لئے ان کی پابندی خواتین کی شان و عظمت کو دوبالا کر دیتی ہے۔

نتائج تحقیق

1-خواتین کو اسلامی شرعی حدود و قیود کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر قسم کی مثبت و تعمیری، علمی و عملی، قومی، ادبی، تصنیفی و تحقیقی، دینی، سماجی و معاشرتی، اقتصادی و معاشی سرگرمیاں سرانجام دینے کی مکمل اجازت ہے۔ اسلام میں صنفِ نازک کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے کا حکم ہے۔

2-اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے خاتون کو ان کے شایانِ شان مقام و مرتبہ عطا کیا، وراثت میں حق دیا ،خاوند سے الگ اقتصادی فنڈ رکھنے کا اختیار دیا۔ اسلام نے خاتون کو مذہبی، سیاسی، تعلیمی، معاشی، قانونی، عائلی اور سماجی حقوق عطا کئے ہیں۔

3-مسلم خواتین نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی صلاحیت و مہارت کا لوہا منوایا ہے قرآن مجید، حدیث، اسلامی فقہ جیسے اہم علوم کی ترویج و اشاعت میں خواتین نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ اسلامی علوم و فنون کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں خواتین نے علمی و عملی حصہ نہ لیا ہو۔

4۔ مغرب عورت کو منفی و مثبت سرگرمیاں دینے کی مکمل اجازت دیتا ہے اور اس پر فخر بھی کرتا ہے جبکہ اس کے برعکس اسلام خواتین کی آبرو کا ضامن ہے اور خواتین کو فحاشی و بدکاری جیسی منفی و تخریبی سرگرمیاں سرانجام دینے سے منع کرتا ہے۔

---

[1]۔ قاسمی عبدالرحمٰن ،غازی، حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی نظام، الاضواء، شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، دسمبر 2011ء، ص:154